REGD No. L. 5254

— بسم اللہ الرحمٰن الرحیم —

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۴۵/۱۰ ۴ ر صلح ۱۳۳۵ ہش - ۴ ر جنوری ۱۹۵۶ء نمبر ۳

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق اطلاع

ربوہ ۳ ر جنوری۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے آج صبح صحت کے متعلق دریافت کرنے پر فرمایا:۔

"صحت اچھی ہے"۔ الحمدللہ

احباب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر کے لئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں ؛

- اخبار احمدیہ -

ربوہ ۳ ر جنوری۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کی طبیعت کل سہ پہر سے مضمحل رہی۔ اور آج رات کے آخری حصہ میں اعصابی بے چینی بھی زیادہ رہی۔ احباب صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعائیں جاری رکھیں ؛

سیدہ ام مظفر احمد صاحبہ سلمہا اللہ تعالیٰ کو کل سارا دن درد اور گھبراہٹ کی تکلیف رہی۔ آج رات کا پچھلا حصہ بھی بے چینی میں گزرا۔ احباب دعائیں جاری رکھیں۔ کہ اللہ تعالیٰ آپ کو شفائے کامل و عاجل عطا کرے ؛

انڈونیشیا کے لئے چھ برطانوی طیارے

جکارتہ ۳ ر جنوری انڈونیشی فضائیہ کے ایک اعلان کے مطابق برطانیہ سے چھ تربیتی جٹ طیارے بذریعہ بحری جہاز انڈونیشیا پہونچ چکے ہیں۔

شاہ ایران ہندوستان آئینگے

لنڈن ۳ ر جنوری۔ تہران ریڈیو کی ایک اطلاع کے مطابق شاہ ایران آئندہ ماہ ہندوستان کے دورہ پر آئیں گے۔ شاہ ایران کے ہمراہ ان کے خاص عملہ اور حکومت کے بیس افراد ہوں گے ؛

پشاور ۳ ر جنوری۔ ایک اطلاع کے مطابق پاکستانی فوج کے سابق میجر جنرل اکبر خاں اور سابق لفٹنٹ کرنل ارباب نیاز محمد خاں عوامی لیگ میں شامل ہو گئے ہیں۔

ربوہ میں ہلکی ہلکی بارش

ربوہ ۳ ر جنوری۔ اتوار کی رات سے یہاں تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد ہلکی ہلکی بارش ہو رہی ہے۔ جس کی وجہ سے سردی بڑھ گئی ہے۔ آج صبح بھی مطلع ابر آلود ہے۔ اور خیال ہے کہ آج دن کو بھی بارش کا سلسلہ جاری رہے گا ؛

طلوع سحر اور غروب آفتاب

لاہور ۳ ر جنوری آج صبح سورج ۷ بجکر ۲ منٹ پر طلوع ہوا۔ اور شام کو ۵ بجکر ۱۲ منٹ پر غروب ہوگا۔ آج صبح مطلع ابر آلود تھا۔ اور سردی معمول سے کم تھی۔ محکمہ موسمیات کی اطلاع کے مطابق مطلع آج دن بھر ابر آلود رہے گا۔ اور شمالی اور مغربی حصوں میں چھینٹے پڑیں گے ؛

سوڈان عنقریب عرب لیگ میں شامل ہو جائے گا۔ اسمٰعیل الازہری کا بیان

غیر جانبداری کی پالیسی اختیار کرنے اور کسی بلاک میں شامل نہ ہونیکے عزم کا اظہار

قاہرہ ۳ ر جنوری۔ سوڈان کے وزیر اعظم اسمٰعیل الازہری کا ایک پریس انسٹرویو یہاں کے ایک اخبار میں شائع ہوا ہے۔ جس میں یہ بیان ان کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ کہ سوڈان کی نئی آزاد جمہوریہ عنقریب عرب لیگ میں شامل ہو جائیگی۔ اس اخبار کا کہنا ہے کہ دوران ملاقات میں جناب الازہری نے اس امر کا بھی اعلان کیا کہ سوڈان مشرقی یا مغربی کسی معاہدے میں شریک نہیں ہوگا۔ اور غیر جانبداری کی پالیسی پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کریگا۔

مسٹر الازہری نے یہ بھی بتایا کہ وہ خود اور ان کے تمام ساتھی وزراء اس امر پر پوری طرح متفق ہیں۔ کہ سوڈان کو ایک عرب مملکت کی حیثیت سے لیگ میں ضرور شامل ہونا چاہیئے۔ لیگ میں باقاعدہ شمولیت کا فیصلہ صدر مملکت کے انتخاب کے بعد کیا جائیگا۔ سردست صدر مملکت کے فرائض پانچ آدمیوں کا ایک کمیشن ادا کر رہا ہے۔

آزاد فرانس پریس کی ایک اطلاع میں بتایا گیا ہے کہ سوڈان کے سابق وزیر مواصلات مبارک زروق کو نئی حکومت میں وزیر خارجہ مقرر کیا گیا ہے۔ اور سوڈان میں مقیم تمام غیر ملکی نمائندوں کو ان کے تقرر سے مطلع کر دیا گیا ہے ؛

فرانس کے عام انتخابات میں مختلف سیاسی پارٹیوں کے درمیان برابر کا مقابلہ

پارٹی پوزیشن کے لحاظ سے نئی اسمبلی کی نوعیت سابقہ اسمبلی سے زیادہ مختلف نہیں ہوگی

پیرس ۳ ر جنوری۔ فرانس کے عام انتخابات میں کمیونسٹوں موسیو ماندیز فرانس کی پارٹی اور موسیو فور کی پارٹی کے درمیان برابر کا مقابلہ ہو رہا ہے۔ مبصرین نے کل کی پولنگ سے یہ اندازہ لگایا ہے۔ کہ مختلف پارٹیوں کی پوزیشن کے لحاظ سے نئی اسمبلی کی نوعیت سابقہ اسمبلی سے زیادہ مختلف نہیں ہوگی۔ اور صورت حال قریب قریب وہی رہے گی جو انتخابات سے قبل تھی۔ موسم کی خرابی کے باوجود کل ملک بھر میں پولنگ پورے زور شور سے جاری رہا اور لوگوں نے پولنگ سٹیشنوں پر توقعات سے بہت زیادہ تعداد میں پہونچکر ووٹ ڈالے۔ پیرس کے صنعتی علاقے میں حسب معمول کمیونسٹوں کو کسی قدر زیادہ ووٹ ملے ہیں۔

اوٹاوا میں روسی سفارتخانہ جل گیا

اوٹاوہ ۳ ر جنوری۔ اوٹاوا میں روسی سفارت خانہ جل گیا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ بجلی کے تاروں میں خرابی کی وجہ سے آگ لگ گئی تھی۔ سفارت خانے کا عملہ دفتر کا سامان اور اہم فائلیں بچانے کی سر توڑ کوشش کرتا رہا۔ اندازہ ہے کہ ایک لاکھ ڈالر کا نقصان ہوا ہے۔

کمیونسٹ چین اور نیشنلسٹ چین کے درمیان خفیہ بات چیت

لنڈن ۳ ر جنوری۔ لیبر پارٹی کے ایک حامی اخبار نے یہ خبر شائع کی ہے۔ کہ کمیونسٹ چین کے نمائندوں اور مارشل چیانگ کائی شیک میں خفیہ بات چیت شروع ہو چکی ہے۔ یہ دونوں باہم برسر پیکار رہنے کی بجائے اب کسی سمجھوتہ پر پہونچنے کی کوشش کر رہے ہیں ؛

امریکہ کی ہوائی فوج کے وزیر سیئول پہنچ گئے

سیئول ۳ ر جنوری۔ امریکہ کی ہوائی فوج کے وزیر جنوبی کوریا کے صدر ڈاکٹر سنگ مین ری سے بات چیت کرنے کے لئے کل واشنگٹن سے سیئول پہونچ گئے۔ انہوں نے ہوائی اڈے پر اخبار نویسوں کو بتایا کہ امریکہ کی حکومت جنوب مشرقی ایشیا کے حلیف ملکوں کو سامان جنگ مہیا کر کے انہیں دفاعی لحاظ سے مستحکم کرنے کا تہیہ کر چکی ہے ؛

تودہ پارٹی کے بانی کو سزائے عمر قید

تہران ۳ ر جنوری۔ ایران کی کمیونسٹ خیال جماعت تودہ پارٹی کے بانی ڈاکٹر مرتضےٰ یزدی کو گزشتہ ستمبر میں ایک فوجی عدالت نے سزائے موت کا حکم سنایا تھا۔ شاہ ایران نے کل ایک فرمان کے ذریعہ یہ سزا عمر قید میں تبدیل کر دی ہے ۵۹ سالہ ڈاکٹر یزدی کو دس ماہ پیشتر غداری کے الزام میں گرفتار کیا گیا تھا اور ان پر ایک خفیہ فوجی عدالت میں مقدمہ چلایا گیا تھا ؛

ایڈیٹر:۔ روشن دین تنویر بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں طبع کرا کر دفتر الفضل ربوہ سے شائع کیا

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۱۸ جنوری ۱۹۵۶ء

مذہب اور سیاست

ہفت روزہ "ریاست" دہلی مورخہ ۲۶ دسمبر ۱۹۵۵ء میں "مذہب اور سیاست۔ نہ لازم نہ ملزوم۔ اور ایک اہم ترین غلطی" کے سہ گونہ عنوان کے ماتحت اداریہ شائع ہوا ہے۔ جس میں معاصر نے مذاہب اور سیاست کی ایک دوسرے سے الگ حیثیت کے متعلق بحث کی ہے۔ اس بحث کا موقعہ ہندوستان کے وزیر تجارت مسٹر ٹی۔ ٹی کرشنا چاری کے ایک بیان نے بہم پہنچایا ہے۔ جو انہوں نے بنارس یونیورسٹی کے جلسہ تقسیم اسناد کے وقت تقریر کرتے ہوئے اس یونیورسٹی کے بانی پنڈت مالویہ کی مذہب دوستی کے متعلق دیا ہے اور جس پر روزنامہ الجمعیت دہلی نے حسب ذیل تبصرہ کیا ہے۔

"درواقع پنڈت مدن موہن مالویہ کی زندگی ہمارے لئے ایک مثال ہے۔ انہوں نے یہ بات عملاً ثابت کر دی۔ کہ مذہب اور سیاست میں کوئی مناقشت نہیں ہے۔ بلکہ ایک سچا مذہبی انسان ہی وطن اور قوم کی خدمت انجام دے سکتا ہے۔ اگر کوئی شخص مذہب میں کچا ہے۔ یا اسے ثانوی حیثیت دیتا ہے۔ تو وہ سیاست میں بھی کچا ہی ثابت ہوگا۔ مذہب میں وفاداری کا اظہار ہی اس بات کا ثبوت ہے۔ کہ ایسا شخص وطن کے ساتھ بھی وفاداری کرے گا۔ جو لوگ مذہب کو دھوکا دیتے ہیں۔ وہ وطن کو بھی دھوکہ دے سکتے ہیں۔ ایک مسلمان یا ایک ہندو اگر اپنے مذہب کی نمائندگی نہیں کرتا۔ تو اس کے منہ پر یہی کہا جا سکتا ہے۔ کہ جب تم مذہب کے نہ ہوئے۔ تو وطن کے ساتھ کیا وفاداری کرو گے۔ مذہب سے روگردانی کرنے والوں کو غداری کی مشق ہوتی ہے۔ اس لئے وہ آسانی سے وطن اور قوم کو دھوکہ دے سکتے ہیں۔" (ہفت روزہ ریاست دہلی ۲۶ دسمبر ۱۹۵۵ء)

الجمعیۃ کے اسی تبصرہ پر تبصرہ کرتے ہوئے ریاست لکھتا ہے کہ:۔

"ہمارے اس معاصر کے قول کے مطابق اگر کوئی شخص مذہب کا پرستار نہیں۔ تو وہ وطن کا دوست بھی نہیں ہو سکتا۔ اور وطن پرست صرف وہی لوگ ہو سکتے ہیں۔ جو مذہب پرند ہوں۔ سب سے پہلے تو مذہب یا دھرم کی تعریف ہونی چاہیئے۔ کیونکہ اگر تو مذہب یا دھرم کے معنی فرض یا ڈیوٹی کے ہیں۔ پھر تو انسان جو راہ اختیار کرے۔ اس پر اسے ضرور قائم رہنا چاہیئے۔ اس راہ میں چاہے اس کی جان بھی چلی جائے۔ مثلاً ایک ماں کا دھرم فرض یا ڈیوٹی اپنے بچہ کی پرورش ہے۔ ایک جرنلسٹ کا دھرم حق و صداقت کی آواز پیدا کرنا ہے۔ ایک لیڈر کا فرض پبلک کو درست راستہ پر لے جانا ہے۔ ایک جج کا مذہب انصاف ہونا چاہیئے اور مہاتما گاندھی کا دھرم مذہب یا فرض حق پرستی اور عدم تشدد تھا۔ اور اگر مذہب یا دھرم کے معنی ہندوازم۔ اسلام۔ یا سکھ ازم ہے۔ جیسے کہ آج لوگ اختیار کئے ہوئے ہیں۔ تو ہم یہ بلاخوف تردید کہہ سکتے ہیں۔ کہ ان مذاہب کا وطن کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔" (ہفت روزہ ریاست دہلی مورخہ ۲۶ دسمبر ۱۹۵۵ء)

ہماری رائے میں جو کچھ ریاست نے کہا ہے۔ وہ اصولاً درست ہے۔ اسلام میں مذہب کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی ہے۔ حقیقی مذہب ان رسومات یا ان اعمال کا نام نہیں ہے جو کسی مذہب کے ساتھ مخصوص ہیں۔ اگرچہ مختلف مذاہب نے جو اعمال بنا لئے ہیں۔ ان کا تقویٰ کے ساتھ گہرا تعلق ہے۔ لیکن اگر یہ اعمال تقویٰ سے خالی ہوں۔ تو وہ ایک ایسا پھل ہیں جس میں صرف چھلکا ہی چھلکا ہو۔ اور مغز باقی نہ رہا ہو۔ اس لحاظ سے ہماری دانست میں "ریاست" نے الجمعیت کے تبصرہ کو صحیح طور پر نہیں سمجھا۔ اگرچہ پنڈت مدن موہن مالویہ کی مثال شاید کچھ زیادہ موزوں نہیں ہے۔

الجمعیۃ کا یہ کہنا کہ مذہب اور سیاست میں کوئی مناقشت نہیں۔ بلکہ ایک سچا مذہبی انسان ہی وطن اور قوم کی خدمت کر سکتا ہے۔ اسی معنی میں نہایت صحیح ہے۔ کہ مذہب ہی ڈیوٹی کا جس کا ذکر ریاست نے کیا ہے۔ تصور انسان کے دل میں مستحکم کرتا ہے۔ جو لوگ وطن کی خدمت کرتے ہیں۔ اگرچہ بعض ان میں بظاہر کسی مذہب کے پابند نہ معلوم ہوتے ہوں۔ بلکہ وہ کسی خاص مذہب سے اپنا رشتہ خود بھی جوڑنا پسند نہ کرتے ہوں۔ مگر محض اس وجہ سے ہم انہیں "غیر مذہبی" نہیں کہہ سکتے۔ درحقیقت مذہب ان کی طبیعت پر غیر محسوس طور پر اثر انداز ہوتا ہے۔ خواہ انہیں خود شعور نہ ہو۔ کوئی انسان قوم و وطن کی حقیقی خدمت نہیں کر سکتا۔ جب تک وہ قربانی نہ کرے۔ اور قربانی بغیر مابعد الطبیعیات حقائق پر دانستہ یا نادانستہ ایمان کے ہو ہی نہیں سکتی۔ اگر کوئی اپنی جان یا مال اس راہ میں قربان کرتا ہے تو یقیناً اس کی قربانی کے پیچھے کوئی ہیجان یا موثر ہوتا ہے۔ اور ایسا ہیجان سوا مذہب کے ہو نہیں سکتا۔ خواہ یہ ہیجان یا موثر قربانی کرنے والے کے تحت الشعور میں ہی عمل پیرا ہو۔ مگر ہوتا ضرور ہے۔

آخر سوچنا چاہیئے۔ کہ بغیر عوامل کے کوئی نتیجہ کس طرح پیدا ہو سکتا ہے۔ اور انسان بغیر کسی شعوری یا تحت الشعوری اثر کے کوئی کام کر ہی کس طرح سکتا ہے۔ جان سے بڑھ کر تو زندگی میں کوئی چیز پیاری نہیں ہے۔ جب جان چلی جائے۔ تو باقی اس دنیا میں کیا رہ جاتا ہے۔ اس لئے جو شخص قوم اور وطن کے لئے جان قربان کرتا ہے۔ یقیناً اس کی وجہ کوئی نہ کوئی ایسی ہے۔ جو اس زندگی سے پرے ہے۔ اس زندگی سے بلند ہے۔ اس زندگی سے اعلیٰ ہے۔

بات یہ ہے۔ کہ سیکولر اور تھیوکریٹک حکومتوں میں کوتہ بینی سے جو بظاہر تضاد پیدا کر دیا گیا ہے۔ وہی سیاست اور مذہب کے جھگڑے کی بنیاد ہے۔ حقیقی سیاست اور حقیقی مذہب میں کوئی جھگڑا نہیں ہے۔ حقیقی سیاست بھی دیانت چاہتی ہے۔ جو مذہب کی جان ہے۔ اور جس کو ہم اسلامی اصطلاح میں تقویٰ کہہ سکتے ہیں۔ ایک اچھا سیاستدان وہی ہو سکتا ہے۔ جو دیانتداری سے اپنا کام کرے جس طرح ایک اچھا دکاندار وہی ہوتا ہے۔ جو دیانتدار بھی ہو۔ دوسرے کاموں کی طرح سیاست دانی بھی ایک کام یا پیشہ ہی ہے۔ مذہب کہتا ہے۔ کہ تم اپنے کام میں دیانت سے کام لو۔ خواہ کوئی کام ہو۔ اس لحاظ سے سیاست اور مذہب میں کوئی مناقشت نہیں۔

سیاست اور مذہب میں اس وقت جھگڑا پیدا ہوتا ہے۔ جب سیاست میں اور مذہب میں بددیانتی دخل انداز ہوتی ہے۔ بلکہ یوں کہنا چاہیئے۔ کہ جب سیاست اور مذہب کو محض چالبازی اور فریب دہی بنا دیا جاتا ہے۔ مذہبی فرقہ وارانہ غیر رواداری بھی چالبازی اور فریب دہی کا نتیجہ ہیں۔ اگر ہر ایک اپنے اپنے مذہب پر حقیقی طور پر عامل ہو۔ تو فرقہ وارانہ جھگڑے ہی پیدا نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ ہر مذہب رواداری کی تعلیم ہی نہیں دیتا۔ بلکہ اس کو مذہب کی بنیاد بتاتا ہے۔ مشکل تو یہی ہے۔ کہ جو لوگ آج مذہب مذہب کے نعرے لگاتے ہیں۔ وہ اپنے مذہب پر بھی حقیقتاً عامل نہیں ہوتے۔ وہ زیادہ سے زیادہ مذہب کے چھلکے کو لیتے ہیں۔ اس کے مغز سے بالکل تہی دامن ہوتے ہیں۔

ہم نے الفضل کی قریب کی اشاعتوں میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ایک تقریر کے حوالے دیئے تھے۔ جو آپ نے ربوہ میں تعلیم الاسلام کالج کے افتتاح پر فرمائی تھی۔ اس میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کی اس تعلیم کو اچھی طرح واضح فرمایا تھا۔ کہ جہاں تک رواداری کا تعلق ہے۔ اسلام غیر مذاہب والوں سے یہ نہیں کہتا۔ کہ تم ضرور اسلام قبول کرو۔ بلکہ وہ یہ کہتا ہے۔ کہ کم سے کم تم اپنے مذاہب پر عمل کرو۔ اور اگر تم کسی مذہب کو نہیں مانتے۔ تو پھر بھی کسی ماڈل کوڈ کی پابندی کرو۔

اسلام کا یہ اصول دراصل ایسے ملک کے لئے جس میں ہر خیال کے آدمی بستے ہیں۔ ایک امن وامان کا تعویذ ہے۔ اور حقیقت یہ ہے۔ کہ دہریہ سے دہریہ انسان بھی کسی نہ کسی ماڈل کوڈ کے بغیر نہ صرف یہ کہ ملک وقوم کی خدمت نہیں کر سکتا۔ بلکہ کسی ملک کا پُرامن اور آئین پسند شہری بھی نہیں بن سکتا۔

جو لوگ سیکولرزم کو مذہب کا حریف سمجھتے ہیں۔ وہ ایک خطرناک غلطی میں مبتلا ہیں۔ سیکولرزم مذہب کے انکار کا نام نہیں۔ بلکہ وہ حقیقی مذہب کا ہی نتیجہ ہے۔ جب یورپ میں عیسائی فرقوں نے مذہب کو قتل و غارت کا کھیل بنا دیا۔ تو سیکولرزم آڑے آیا۔ سیکولرزم مذہب کا دشمن نہیں۔ بلکہ مؤید ہے۔ وہ دراصل اختلاف عقائد کی بنا پر قتل و غارت کا دشمن ہے۔ وہ دراصل لا اکراہ فی الدین کے اسلامی اصول کی ایک غیر مکمل نقل ہے۔

ولادت

(۱) خاکسار کے چھوٹے بھائی کو اللہ تعالیٰ نے ۱۹ دسمبر ۱۹۵۵ء کو دوسرا فرزند عطا فرمایا ہے۔ احباب دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو صحت والی لمبی زندگی عطا فرمائے۔ اور اسلام اور والدین کی حقیقی خدمت کرنے والا بنائے۔ آمین۔ محمد عاشق دفتر محاسب

(۲) مجھے اللہ تعالیٰ نے ۱۸ دسمبر ۱۹۵۵ء کی رات کو بھانجا عطا فرمایا ہے۔ احباب دعا فرماویں۔ اللہ تعالیٰ نومولود کو خادم دین بنائے اور لمبی عمر عطا فرمائے۔ خاکسار محمد نور احمد چک ۱۲۳ ضلع رحیم یار خاں۔

(۳) خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے خاکسار کو ۱۱ دسمبر کو پہلا لڑکا عطا فرمایا ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے عبد الباسط نام تجویز فرمایا ہے۔ احباب نومولود کی صحت۔ درازیٔ عمر۔ خادم دین اور والدین کے لئے قرۃ العین بننے کی دعا فرمائیں۔ عبد الرحمٰن خاں ایجنٹ اخبار الفضل معرفت پاکستان میڈیکل سٹور۔ طوغی روڈ۔ کوئٹہ۔

جماعت احمدیہ کے جلسہ سالانہ ۱۹۵۵ء پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی ایمان افروز تقریر

مختلف بیرونی ممالک میں اسلام اور احمدیت کی ترقی۔ قرآن کریم کے روسی ہندی۔ اور گورمکھی زبان میں ترجمہ کی ضرورت

کثرت کے ساتھ ربوہ آؤ اور اسے ہر لحاظ سے ترقی دینے کی کوشش کرو۔ سلسلے کی خدمت کے لئے اپنے تئیں پیش کرو۔

سلسلے کی مصنوعات خریدو

(گزشتہ سے پیوستہ)

۲۷ دسمبر کو جماعت احمدیہ کے جلسہ سالانہ ۱۹۵۵ء کے موقعہ پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جو ایمان افروز تقریر فرمائی۔ اپنے الفاظ میں اس کے خلاصہ کی ایک قسط پہلے شائع ہو چکی ہے۔ بقیہ حصہ آج درج ذیل کیا جاتا ہے:۔

صحابہ کے حالات محفوظ کرنے کی تحریک

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حالات محفوظ کرنے کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا:۔ صحابہ کے حالات محفوظ ہونے چاہئیں۔ لیکن افسوس ہے کہ ابھی تک ہماری جماعت نے صحابہ کے حالات کی اہمیت کو پورے طور پر نہیں سمجھا۔ قادیان کے ملک صلاح الدین صاحب نے یہ کام شروع کیا تھا لیکن مقروض ہو گئے۔ حالانکہ ہونا یہ چاہیئے تھا۔ کہ جس جس دوست کو بھی کسی صحابی کے حالات کا یا اس کی کسی روایت کا علم ہو۔ وہ فوراً اخباروں اور کتابوں کے ذریعہ اسے محفوظ کرنے کی کوشش کرے۔ اسی طرح صحابہ کے حالات پر مشتمل کتابوں کی بھی کثرت کے ساتھ اشاعت ہونی چاہیئے۔

کثرت کے ساتھ ربوہ آؤ

حضور نے کثرت سے ربوہ آنے کی نصیحت کرتے ہوئے فرمایا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں قادیان آنے جانے کے ذرائع آسان نہیں تھے۔ لیکن پھر بھی یہ حالت تھی۔ کہ کوئی ایک درجن کے قریب صحابہ ایسے تھے۔ جو مختلف مقامات سے ہر اتوار کو چھٹی ہونے پر قادیان حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہو جایا کرتے تھے لیکن اب یہ حالت ہے کہ سال میں صرف ایک دفعہ جلسہ سالانہ پر مرکز میں آنے کو ہی کافی سمجھ لیا جاتا ہے دوستوں کو چاہیئے۔ وہ اپنے اندر صحابہ والا رنگ پیدا کرنے کی کوشش کریں اور اپنے دل میں یہ عہد کر لیں کہ جب بھی موقعہ ملے بار بار ربوہ آیا کریں گے۔ اور مجھ سے یا دیگر علماء سے اپنا علم و عرفان بڑھانے کی کوشش کریں گے۔ دور دراز مقامات کے دوست تو خیر معذور ہیں۔ جیسے ماریشس کے دوستوں کو ایک لمبے عرصہ کے بعد اس سال آنے کا موقعہ ملا ہے۔ لیکن قریب رہنے والے دوست تو بڑی آسانی کے ساتھ کئی بار یہاں آسکتے ہیں۔

فضل عمر ریسرچ کی مصنوعات

حضور نے فرمایا ایک طریق چندہ بڑھانے کا یہ بھی ہے۔ کہ دوست سلسلہ کے اداروں کی مصنوعات خریدیں۔ اور ان کی حوصلہ افزائی کریں۔ مثلاً ہماری فضل عمر ریسرچ انسٹی ٹیوٹ نے "شائنو" کے نام سے ایک بوٹ پالش ایجاد کی ہے۔ جو اچھی شہرت حاصل کر رہی ہے۔ چنانچہ ایک فوجی لیبارٹری میں وہ بھیجی گئی تھی۔ اور اس نے بھی اس کی تعریف کی ہے۔ اسی طرح نائٹ لائٹ کے نام سے ایک مفید ایجاد کی گئی ہے۔ جو قادیان میں میک لائٹ کے نام سے مشہور تھی۔ اور دور دور تک اس کی شہرت تھی۔ رات کو جلانے کے لئے بڑی مفید ہے۔ اگر رات بھر بھی جلائی جائے تو بھی مہینہ بھر میں بمشکل آٹھ آنے کی بجلی خرچ ہوتی ہے۔ اسی طرح ربوہ کی بعض اور چیزیں بھی ہیں۔ اگر دوست انہیں خریدیں۔ بلکہ باہر بھی فروخت کرنے کی کوشش کریں۔ تو اس سے سلسلہ کو کافی فائدہ پہونچ سکتا ہے۔ پھر میں ربوہ کے کارخانہ داروں کو بھی کہتا ہوں کہ وہ اپنی مصنوعات کے منافع میں سلسلہ کا بھی حصہ رکھا کریں۔ جو ان کے چندوں کے علاوہ ہو تاکہ سلسلہ کی مالی حالت کے مضبوط ہونے میں بھی مدد مل سکے۔

خدا تعالےٰ کی خاطر قربانی کرو

حضور نے فرمایا اگر ہمارے طالب علم اچھی محنت کریں۔ ہمارے زمیندار۔ تاجر اور سرکاری ملازم سب اپنے اپنے فرائض کو خوش اسلوبی اور دیانتداری کے ساتھ ادا کریں۔ تو اس سے سلسلے کے چندے بھی بڑھیں گے اور جماعت کی ترقی اور وقار میں بھی اضافہ ہوگا۔ میں صدر انجمن اور تحریک جدید کے کارکنوں کو بھی توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ اپنے فرائض کو عمدگی کے ساتھ ادا کریں۔ اور جماعت میں یہ عادت ڈالیں۔ کہ وہ خلیفہ کے نام پر نہیں بلکہ خدا تعالےٰ کے نام پر اس کی رضا کی خاطر قربانی کرے۔ خلیفہ تو آخر انسان ہے۔ جماعت میں یہ روح پیدا ہونی چاہیئے کہ وہ اللہ تعالےٰ کی خاطر ہر تحریک

حضرت نواب محمد دین صاحب مرحوم سلسلہ کے ساتھ گہرا اخلاص رکھتے تھے

جلسہ سالانہ پر نواب صاحب مرحوم کی نماز جنازہ کے موقعہ پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد

جلسہ سالانہ کے موقعہ پر ۲۷ دسمبر کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے جلسہ گاہ میں نماز ظہر و عصر پڑھانے کے بعد سلسلہ احمدیہ کے ایک نہایت مخلص بزرگ حضرت نواب محمد الدین صاحب رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ بھی پڑھائی حضرت نواب صاحب مرحوم ۱۹۴۶ء میں فوت ہوئے تھے۔ اور آپ کو آپ کے آبائی گاؤں تلونڈی عنایت خاں میں ہی امانتاً دفن کیا گیا تھا۔ جہاں سے اب آپ کا تابوت مقبرہ بہشتی ربوہ میں دفن کرنے کے لئے لایا گیا۔ چنانچہ جلسہ سالانہ پر تشریف لانے والے ہزارہا احمدی احباب نے حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کی اقتدا میں آپ کا جنازہ پڑھا۔ اور بلندیٔ درجات کے لئے دعائیں کیں۔ بعد ازاں آپ کا تابوت مقبرہ بہشتی میں سپرد خاک کیا گیا

حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے نماز ظہر و عصر سے قبل محترم نواب صاحب مرحوم کا جنازہ پڑھانے کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا:۔

"نواب محمد الدین صاحب سلسلہ کے ساتھ نہایت گہرا اخلاص رکھنے والے انسان تھے۔ ان کے بیٹے چوہدری محمد شریف صاحب (جو منٹگمری کی جماعت کے امیر ہیں) بھی بڑے مخلص احمدی ہیں۔ نواب صاحب مرحوم اس لحاظ سے بھی سلسلہ کی تاریخ میں خاص اہمیت رکھتے ہیں۔ کہ ربوہ کی زمین خریدنے یہاں پر مکانوں تعمیر کی اجازت لینے اور اس طرح ربوہ بسانے کا سارا کام آپ نے ہی کیا تھا۔ اس لئے نواب صاحب کا ہم پر حق ہے۔ کہ ہم ربوہ کی ہر گلی اور ہر عمارت کو دیکھ کر ان کے لئے دعا کریں۔ کہ اللہ تعالےٰ ان کے مدارج کو بلند فرمائے۔ اور ان کی اولادوں میں بھی ان جیسا بلکہ ان سے بڑھ کر سلسلہ کے لئے اخلاص پیدا کرے۔"

مکرم مولوی غلام رسول صاحب آف بدوملہی

اس موقعہ پر ایک اور بزرگ محترم مولوی غلام رسول صاحب آف بدوملہی کا تابوت بھی لایا گیا تھا چنانچہ حضرت نواب صاحب مرحوم کے جنازے کے ساتھ ہی آپ کا جنازہ پڑھا گیا۔ مولوی صاحب مرحوم موصی اور صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں سے تھے۔ اور مکرم مولوی چراغ دین صاحب مبلغ سلسلہ کے خسر تھے۔ آپ ۱۹۵۴ء میں فوت ہوئے تھے۔

احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ ہر دو بزرگوں کو جنت الفردوس میں بلند درجات عطا فرمائے۔

حصہ لے۔ اور قربانی کرے۔

مختلف بیرونی ممالک میں احمدیت کی ترقی

حضور نے مختلف بیرونی ممالک میں اسلام اور احمدیت کی ترقی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ میری بڑی خواہش تھی کہ امریکہ کے گورے باشندوں میں بھی اسلام پھیلے۔ اللہ تعالےٰ اب میری اس خواہش کو پورا فرما رہا ہے۔ چنانچہ اب وہاں کی سفید فام آبادی میں سے بھی بیعتیں آنی شروع ہو گئی ہیں۔ الحمد للہ۔

اسی طرح لبنان سے ایک اطلاع موصول ہوئی ہے کہ ایک بیرسٹر نے بیعت کی ہے۔ دیگر ممالک میں بھی اللہ تعالےٰ خود سلسلہ کی ترقی کے سامان پیدا کر رہا ہے۔ مثلاً انڈونیشیا سے اطلاع ملی ہے۔ کہ وہاں کا ایک با اثر عالم جو پہلے ہمارا شدید مخالف تھا اب ہماری اسلامی خدمات سے متاثر ہو رہا ہے۔ چنانچہ اس نے ایک احمدی مبلغ سے ملاقات کرتے ہوئے کہا۔ میں محسوس کرتا ہوں کہ اب اسلام پر ایک ایسا نازک وقت آگیا ہے کہ اسلام کے تمام نام لیواؤں کو اب آپس کے اختلافات کو فراموش کر دینا چاہیئے۔ اسی طرح نارتھ بورنیو میں بھی اللہ تعالےٰ اسلام کی ترقی کے سامان پیدا فرما رہا ہے۔ گو ساتھ ہی مخالفت بھی بڑھ رہی ہے۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ مخالفین کو سمجھ دے۔ اور وہاں کے نومسلموں کے قلوب کو مضبوط کرے۔ تاکہ وہ مخالفت سے مرعوب نہ ہوں۔ اسی طرح مغربی افریقہ میں اسلام سرعت کے ساتھ پھیل رہا ہے۔ جس کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے۔ کہ اس وقت وہاں کی اسمبلی کے چار پانچ ممبر احمدی ہیں اور ایک ریاست کا وزیر بھی احمدی ہے۔ احباب دعا کرتے رہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ ہمارے مبلغین کا حافظ و ناصر ہو۔ اور انہیں اسلام کی تبلیغ کی پہلے سے بھی زیادہ توفیق عطا فرمائے مساجد کا قیام بھی اسلام کی ترقی کے لئے بہت ضروری ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ مساجد فنڈ کے سلسلہ میں جماعت نے بہت سستی کی ہے۔ حالانکہ ہم نے ایسے طریق مقرر کر دیئے تھے کہ دوست بڑی آسانی کے ساتھ اس تحریک میں حصہ لے سکتے تھے۔

سلسلہ کی خدمت کے لئے اپنے آپکو پیش کرنے اور ربوہ کو مضبوط کرنیکی تلقین

حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے نوجوانوں اور پنشنر اصحاب سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔ ان کا فرض ہے کہ وہ سلسلہ کی خدمت کے لئے آگے آئیں اور مرکز میں آکر دین کا بوجھ اپنے کندھوں پر اٹھائیں۔ اب وقت آگیا ہے کہ اعلیٰ تربیت کے احمدی خادم طور پر کثرت کے ساتھ آئیں۔ تاکہ جماعت زیادہ منظم ہو۔ اور ہر اعتبار سے ترقی کرے ربوہ کو مضبوط کرنا بھی نہایت ضروری ہے۔ انجمن کی آمد پر ہی مرکز سلسلہ کی آبادی کا انحصار ہونا خطرناک ہے۔ یہاں پر مختلف صنعتیں قائم ہونی چاہئیں۔ اور تجارت کو ترقی ملنی چاہیئے۔ تاکہ دوسرے شہروں کی طرح یہ شہر بھی اپنے پاؤں پر کھڑا ہو۔ اور ترقی کرے۔ جو لوگ یہاں صنعتیں قائم کر سکتے ہوں یا تجارتیں کر سکتے ہوں۔ ان کا فرض ہے کہ وہ ایسا کریں اور اسطرح اپنے مرکز کو مضبوط بنائیں۔ ربوہ کی تعمیر میں بھی بڑی سستی ہو رہی ہے۔ حالانکہ اب تو زمین کے نرخ بھی کم کر دیئے گئے ہیں جن دوستوں نے ابھی تک یہاں زمین نہیں خریدی انہیں فوراً زمین خریدنی چاہیئے۔ اور جنہوں نے زمین تو خرید رکھی ہے۔ لیکن مکان نہیں بنایا انہیں جلد سے جلد اپنے مکان بنوانے چاہئیں:

روسی اور ہندی زبان میں ترجمہ قرآن مجید کی ضرورت

آخر میں حضور نے فرمایا۔ روس میں آج بھی کروڑوں مسلمان موجود ہیں۔ لیکن اب ان کی نئی نسلیں اسلام سے اتنی بے خبر ہو گئی ہیں۔ کہ بہت سے نوجوان قرآن کریم کے نام تک سے بے خبر ہیں۔ ان کروڑوں مسلمانوں کو بچانے کے لئے ضروری ہے کہ ہم جلد سے جلد روسی زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ کر کے روس میں پھیلائیں۔ ورنہ اس علاقہ میں اسلام بالکل ہی مٹ جائے گا۔ اسی طرح قادیان کی حفاظت اور ہندوستان میں اسلام کی ترقی کے لئے ضروری ہے۔ کہ ہم فوراً ہندی اور گورمکھی زبان میں قرآن کریم کے تراجم شائع کریں۔ گو ان چیزوں پر بڑا خرچ ہو گا۔ لیکن کام کی اہمیت اس امر کی متقاضی ہے کہ ہم فوراً اس طرف توجہ کریں:

بعد ازاں حضور نے اپنی تقریر ختم کرنے کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا دوست دعا کریں۔ کہ اللہ تعالےٰ کل بھی مجھے تقریر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آج حضور نے ایک گھنٹہ ۲۳ منٹ تک تقریر فرمائی۔ الحمد للہ

(خورشید احمد)

— دعوتِ ولیمہ —

مورخہ ۱۴ر دسمبر ۱۹۵۵ء کو رشید احمد صاحب بدوملہی مالک رشید بوٹ ہاؤس ربوہ کی دعوت ولیمہ ہوئی۔ انکی شادی رضیہ ریحانہ صاحبہ بنت چوہدری محمد ظہور خان صاحب پٹیالوی (برادر مکرم ڈاکٹر حشمت اللہ خان صاحب) کے ساتھ ہوئی ہے۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ یہ تعلق جانبین کے لئے مبارک کرے:

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فوٹو کی اشاعت تجارتی اغراض سے کرنیکے متعلق

— حضور اقدس کی تحریر —

— از مکرم مولانا جلال الدین صاحب شمس انچارج صیغہ تالیف و تصنیف ربوہ —

میری طرف سے اخبار الفضل ۱۷ر دسمبر ۱۹۵۵ء میں زیر عنوان "حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فوٹو کو اپنی تجارت کے فروغ کا ذریعہ نہ بنائیں۔" اعلان میں جو یہ لکھا گیا ہے کہ

تو اس کا اطلاق آئندہ ایسا کرنے والوں پر ہوگا۔ جو آج سے پہلے اپنے اجتہاد یا رائج طریق کی بناء پر شائع کر چکے ہیں۔ وہ اس سے مستثنےٰ ہوں گے۔ میں احباب جماعت کے علم کی خاطر اس امر کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اپنی تحریر پیش کرنا چاہتا ہوں۔ حضرت اقدس محض فوٹو کے جواز کا فتوےٰ دیتے ہوئے اور اپنی فوٹو کھچوانے کی اصل غرض بیان کر کے تحریر فرماتے ہیں:

"اسلام نے تمام لغو کام اور ایسے کام جو شرک کے مؤید ہوں حرام کئے ہیں ایسے کام جو انسانی علم کو ترقی دینے اور امراض کی شناخت کا ذریعہ ٹھہرتے ہیں اور اہل فراست کو ہدایت سے قریب کر دیتے ہیں۔ لیکن باایں ہمہ میں ہرگز پسند نہیں کرتا کہ میری جماعت کے لوگ بغیر ایسی ضرورت کے جو مضطر کرتی ہے۔ وہ میرے فوٹو کو عام طور پر شائع کرنا اپنا کسب اور پیشہ بنا لیں۔ کیونکہ اس طرح رفتہ رفتہ بدعات پیدا ہو جاتی ہیں۔ اور شرک تک پہونچتی ہیں۔ اس لئے میں اپنی جماعت کو اس جگہ بھی نصیحت کرتا ہوں۔ کہ جہاں تک ان کے لئے ممکن ہو ایسے کاموں سے دستکش رہیں۔ بعض صاحبوں کے میں نے کارڈ دیکھے ہیں۔ اور ان کی پشت کے کنارہ پر اپنی تصویر دیکھی ہے۔ میں ایسی اشاعت کا سخت مخالف ہوں۔ اور میں نہیں چاہتا کہ کوئی شخص ہماری جماعت میں سے ایسے کام کا مرتکب ہو۔ ایک صحیح اور مفید غرض کے لئے کام کرنا اور امر ہے اور ہندوؤں کی طرح جو اپنے بزرگوں کی تصاویر جا بجا نصب کرتے ہیں۔ یہ اور بات ہے۔ ہمیشہ دیکھا گیا ہے۔ کہ ایسے لغو کام منجر بشرک ہوتے ہیں۔ اور بڑی بڑی خرابیاں ان سے پیدا ہوتی ہیں۔ جیسا کہ ہندوؤں اور نصاریٰ میں پیدا ہو گئیں۔ اور میں امید رکھتا ہوں کہ جو شخص میرے نصائح کو عظمت اور عزت کی نظر سے دیکھتا ہے اور میرا سچا پیرو ہے۔ وہ اس حکم کے بعد ایسے کاموں سے دستکش رہے گا۔ ورنہ وہ میری ہدایتوں کے برخلاف اپنے تئیں چلاتا ہے۔ اور شریعت کی راہ میں گستاخی سے قدم رکھتا ہے"۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۹۵)

اسی طرح حضرت اقدس نے تصویر کے ذکر پر اپنی فوٹو کھچوانے کی اصل غرض اور اس کے فوائد بیان کر کے فرمایا۔

"بت پرستی کی جڑ تصویر ہے۔ جب انسان کسی کا معتقد ہوتا ہے۔ تو کچھ نہ کچھ تعظیم تصویر کی بھی کرتا ہے۔ ایسی باتوں سے بچنا چاہیئے۔ اور ان سے دُور رہنا چاہیئے۔ ایسا نہ ہو کہ ہماری جماعت پر سر نکالتے ہی آفت پڑ جائے۔ میں نے اس ممانعت کو کتاب میں درج کر دیا ہے۔ جو زیر طبع ہے۔ (وہ تحریر اوپر درج کی جا چکی ہے ناقل) جو لوگ جماعت کے اندر ایسا کام کرتے ہیں۔ ان پر ہم سخت ناراض ہیں۔ ان پر خدا ناراض ہے۔ ہاں اگر کسی طریق سے کسی انسان کی روح کو فائدہ ہو۔ تو وہ طریق مستثنےٰ ہے۔ ایک کارڈ تصویر والا دکھایا گیا (جس کے ایک طرف حضرت اقدس کی تصویر تھی ناقل) دیکھ کر فرمایا یہ بالکل ناجائز ہے۔ ایک شخص نے اس قسم کے کارڈوں کا ایک بنڈل لا کر دکھایا کہ میں نے یہ تاجرانہ طور پر فروخت کے واسطے خرید کئے تھے۔ اب کیا کروں فرمایا۔ ان کو جلا دو اور تلف کر دو۔ اس میں اہانت دین اور اہانت شرع ہے نہ ان کو گھر میں رکھو۔ اس سے کچھ فائدہ نہیں۔ بلکہ اس سے اخیر میں بت پرستی پیدا ہوتی ہے۔ اس تصویر کی جگہ اگر تبلیغ کا کوئی فقرہ ہوتا۔ تو خوب ہوتا"

(فتاوےٰ احمدیہ جلد ۱ صفحہ ۱۱۵-۱۱۶م)

ہر صاحب استطاعت احمدی کا فرض ہے کہ اخبار الفضل خود خرید کر پڑھے:

جماعت احمدیہ کے جلسہ سالانہ ۵۵ء کی مختصر روئداد

مغرب اور اسلام کے موضوع پر چوہدری محمد ظفر اللہ خانصاحب کی بصیرت افروز تقریر

جلسہ سالانہ کے تیسرے روز یعنی ۲۸ دسمبر کو پہلا اجلاس مکرم مرزا عبد الحق صاحب ایڈووکیٹ کی صدارت میں صبح ساڑھے نو بجے شروع ہوا۔ تلاوتِ قرآن مجید کے بعد کراچی کے مبارک احمد صاحب نے درثمین میں سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظم ؎

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اس کا ہے محمد دلبر مرا یہی ہے

نہایت خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی۔

مولانا جلال الدین صاحب شمس کی تقریر

اس کے بعد سابق امام مسجد لندن و مبلغ بلاد عربیہ مکرم مولانا جلال الدین صاحب شمس نے قرآن مجید پر مستشرقین کے اعتراضات اور ان کے جوابات کے موضوع پر ایک نہایت ٹھوس اور مدلل تقریر فرمائی۔ تقریر کے آغاز میں آپ نے اس امر کو واضح فرمایا۔ کہ یورپی مستشرقین نے بائیبل اور روایاتِ قدیمہ کی آڑ لے کر قرآن مجید پر جو اعتراضات کئے ہیں۔ وہ بعینہ اسی قسم کے ہیں۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ میں کفار مکہ کیا کرتے تھے۔ اسی موقع پر آپ نے قرآن مجید کی بعض آیات سے استنباط کرتے ہوئے بتایا۔ کہ کفار مکہ اور عیسائی مستشرقین کے اعتراضات میں باہمد گر یکسانیت سے قرآن مجید کی صداقت ظاہر ہوتی ہے۔ کیونکہ قرآن مجید نے متعدد آیات میں کفار مکہ اور نصاریٰ کے لئے ایک ہی قسم کے الفاظ استعمال کئے ہیں۔ اسلام کے خلاف اعتراضات کرنے میں دونوں کی ذہنی مناسبت بذات خود قرآن مجید کی صداقت پر دال ہے۔ کیونکہ قرآن مجید نے ان کی اس حالت کو پہلے ہی بیان کر دیا ہے۔ اس کے بعد آپ نے کفار مکہ کے بعض اعتراضات بیان کئے۔ اور ان کے بالمقابل اس زمانے کے مستشرقین کے بعض اعتراضات پڑھ کر سنائے۔ اور واضح کیا۔ کہ مستشرقین نے بعینہ وہی اعتراضات دہرائے ہیں۔

احادیث کی رو سے جواب

دورانِ تقریر میں آپ نے مزید فرمایا۔ چونکہ یہی اعتراضات آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانے میں بھی کئے گئے تھے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کا جواب دیا تھا۔ اس لئے ان میں سے اکثر کے جواب ہمیں خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی احادیث میں بھی ملتے ہیں۔ چنانچہ مکرم مولوی صاحب نے اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے ساتھ کے ساتھ ایسی احادیث بھی پیش فرمائیں۔ جن میں پہلے سے ان اعتراضات کا جواب موجود ہے۔ نیز آپ نے اس امر کو بھی نہایت خوبی سے واضح فرمایا۔ کہ بعینہ یہی اعتراضات خود انجیل پر بھی وارد ہو سکتے ہیں۔ چنانچہ اس کی تائید میں آپ نے جا بجا انجیل کے حوالہ جات پیش کر کے بتایا۔ کہ اگر ان اعتراضات کو درست تسلیم کر لیا جائے۔ تو پھر قرآن مجید سے زیادہ خود انجیل ان کی زد میں آتی ہے۔ آپ نے جن اعتراضات کے جواب دیئے۔ ان سب کا لب لباب یہ تھا۔ کہ نعوذ باللہ قرآن مجید خدا کا کلام نہیں ہے۔ اور یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اسے خود بنایا ہے۔ اور یہ کہ قرآن سر تا سر قصے کہانیوں پر مشتمل ہے۔ اسی اعتراض کی تائید میں مستشرقین نے بزعم خود قرآن مجید میں جو تاریخی اور جغرافیائی غلطیاں نکالنے کی ناکام کوشش کی ہے۔ محترم شمس صاحب نے ان سب کا تفصیل سے جواب دیا۔ اور قرآن مجید میں انبیائے ماسبق کے جو حالات بیان ہوئے ہیں۔ ان کا مقابلہ انجیل کے بیان کردہ قصوں سے کر کے دکھایا۔ کہ انجیل میں جو کچھ لکھا ہے۔ ان کی حیثیت قصوں اور کہانیوں سے زیادہ نہیں ہے۔ برخلاف اس کے قرآن مجید میں یہ واقعات ایک خاص مقصد کے ماتحت بیان کئے گئے ہیں۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ مستقبل میں پیش آنے والے واقعات سے خبردار کیا جائے۔ سو گویا قرآن مجید کے بیان کردہ واقعات محض واقعات ہی نہیں ہیں۔ بلکہ وہ نہایت مہتم بالشان پیشگوئیوں پر مشتمل ہیں۔ جو اپنے وقت پر پوری ہو کر قرآن مجید کی صداقت ظاہر کرتی چلی آ رہی ہیں۔

جواب کا ایک اور طریق

مستشرقین کے جملہ اعتراضات کا بے حقیقت ہونا ثابت کرنے کے بعد محترم شمس صاحب نے اس امر پر زور دیا کہ مستشرقین کے اس الزام کا کہ قرآن مجید قصے کہانیوں کی کتاب ہے۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ذاتی خیالات کو ظاہر کرتی ہے۔ ایک عملی جواب بھی ہو سکتا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ صحابہ کرامؓ میں جو روحانی انقلاب قرآن مجید کے ذریعہ رونما ہوا تھا۔ ہر دور میں ایک ایسی جماعت موجود رہے جو اپنے عمل سے وہی نمونہ پیش کر کے اس قسم کے بے بنیاد اعتراضات کا ازالہ کرتی رہے۔ ایسے با خدا مسلمانوں کا وجود ایک عملی جواب ہوگا۔ کہ تم تو قرآن مجید پر اعتراض کرتے ہو۔ لیکن اس کی پُر اثر تعلیمات کے نتیجے میں ایسے لوگ پیدا ہو رہے ہیں۔ جن کا نمونہ ہر شعبہ زندگی میں بنی نوع انسان کے لئے مشعل راہ کا کام دے سکتا ہے۔ اگر یہ محض قیاس آرائیوں اور ذاتی خیالات کی کتاب ہے۔ تو پھر اس کے ذریعہ یہ روحانی انقلاب کیسے رونما ہو سکتا ہے۔

ہز ایکسی لنسی چودھری محمد ظفر اللہ خاں صاحب کی تقریر

محترم مولانا جلال الدین صاحب شمس کی پُر مغز تقریر کے بعد ہیگ کی عالمی عدالتِ انصاف کے جج ہز ایکسی لنسی چودھری محمد ظفر اللہ خاں صاحب نے مغرب اور اسلام کے موضوع پر ایک نہایت بصیرت افروز تقریر ارشاد فرمائی۔ جس میں آپ نے اسلام کے متعلق اہلِ مغرب کے موجودہ خیالات اور تاثرات کا تجزیہ کر کے بتایا۔ کہ اب اہلِ مغرب کے بعض طبقوں میں اسلام کی طرف میلان بڑھ رہا ہے۔ تعصب کی وہ فضا جس کے تحت اسلام کو بدنام کرنے کی خاطر من گھڑت قصوں اور بے معنی قسم کے اعتراضات کو ہوا دی جاتی تھی۔ رفتہ رفتہ دور ہوتی جا رہی ہے۔ لوگ اسلام کی بعض خوبیوں کا اعتراف کرنے میں اب کوئی باک محسوس نہیں کرتے۔ بایں ہمہ بعض مسائل اور امور کے بارے میں ان کے اعتراضات علیٰ حالہٖ اب بھی قائم ہیں۔ البتہ ان کی نوعیت بہت حد تک بدل چکی ہے۔ اب ان میں تعصب کی بجائے تحقیق کا عنصر غالب نظر آتا ہے۔ محترم چودھری صاحب موصوف نے اہلِ مغرب کے بعض طبقوں میں ذہنی تبدیلی کے اس رجحان کی صحیح کیفیت بیان کرنے کے بعد اس امر پر بھی تفصیل سے روشنی ڈالی۔ کہ موجودہ حالات میں اہلِ مغرب کو اسلام کے قریب لانے اور ان پر اسلام کی حقانیت واضح کرنے کے سلسلہ میں احباب جماعت پر کیا کیا ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ اور ان سے عہدہ برآ ہونے کی کیا صورت ہے؟

اہل مغرب میں بیداری کی نوعیت

چودھری صاحب موصوف نے اپنی تقریر کے موضوع کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ یہ بہت وسیع مضمون ہے۔ اس کے بہت سے پہلو ہیں۔ جن پر ایک نہیں کئی کتابیں لکھی جا سکتی ہیں۔ میں فی الوقت اختصار کے ساتھ بعض پہلوؤں پر روشنی ڈالنے کی کوشش کروں گا۔ سفر یورپ سے واپسی کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبات میں اس کے بہت سے پہلوؤں کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اسی طرح مبلغ امریکہ چودھری خلیل احمد صاحب ناصر نے بھی جو پچھلے دنوں یہاں آئے ہوئے تھے۔ ایک جلسے میں اس کے بعض پہلوؤں کو واضح کیا تھا۔ پھر خود اس جلسہ میں بھی صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب نے اپنی تقریر میں اس کے بعض حصے بیان کر دیئے ہیں۔ اور علمی لحاظ سے اس کا ایک حصہ مکرم جلال الدین صاحب شمس کی تقریر میں بھی آپ کے سامنے آ چکا ہے۔ میں جس حصہ کی طرف توجہ دلاؤں گا۔ وہ اس امر سے تعلق رکھتا ہے۔ کہ اب مغربی یورپ اور شمالی امریکہ میں تبلیغ اسلام کا راستہ کھل رہا ہے۔ لیکن اس سے یہ قیاس نہیں کر لینا چاہیئے۔ کہ اب وہاں لوگ دھڑا دھڑ مسلمان ہوتے چلے جائیں گے۔ ان میں اسلام کی طرف توجہ اور بیداری اس قدر ہے۔ کہ ان کے بعض طبقے اسلام کی تعلیمات پر سنجیدگی سے غور کرنے کی طرف مائل ہو رہے ہیں۔ ان میں اس میلان کا پیدا ہونا ہمارے لئے ایک انتباہ کا درجہ رکھتا ہے۔ کہ اب ہمیں وہاں اپنی توجہ تبلیغ پر اور زیادہ مرکوز کر دینی چاہیئے۔ اور جہاں جہاں یا جس حد تک ہماری توجہ مکمل نہیں ہے۔ اسے تکمیل تک پہنچا کر ہمیں اپنے فرائض سے عہدہ برآ ہونے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

اعتراضات کی تقسیم

تقریر جاری رکھتے ہوئے چودھری صاحب موصوف نے فرمایا۔ تیاری کے دو پہلو ہیں۔ ایک علمی اور دوسرا عملی۔ جہاں تک علمی پہلو کا تعلق ہے۔ ہمیں حالات اور ضرورت کے مطابق علمی مواد یورپ اور امریکہ کی زبانوں میں مہیا کرنا ہوگا۔ وہاں کس قسم کے اعتراضات ہوتے ہیں۔ اس کا کسی حد تک ذکر مکرم شمس صاحب کی تقریر میں بھی آ چکا ہے۔ نوعیت کے لحاظ سے ان اعتراضات کو تین حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

(۱) اعتراضات کی ایک قسم تو ایسے اعتراضات پر مشتمل ہے۔ جو مخالفین نے خود وضع کر لئے تھے۔ تعصب کے سوا ان کی اور کوئی بنیاد نہ تھی۔ ایسے اعتراضات کی طرف توجہ دینے کی اب ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ وہاں کے سنجیدہ لوگوں نے محسوس کر لیا ہے۔ کہ یہ اعتراضات بالکل لغو اور بے بنیاد ہیں۔ ان کو حقیقت سے دُور کا بھی واسطہ نہیں۔ مثال کے طور پر بعض مستشرقین نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے۔ کہ مسلمان کہتے ہیں۔ کہ جبرائیلؑ صحابہؓ کی موجودگی میں آنحضرتؐ پر وحی لاتے تھے۔ وہ دیکھ رہے ہوتے تھے کہ جبرائیلؑ آئے ہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے باتیں کر رہے ہیں۔ پھر لکھتے ہیں۔ کہ جبریلؑ فرشتہ کبوتر کی شکل میں آتا تھا۔ اور کان میں وحی کرتا تھا۔ یہ من گھڑت قصہ بیان کرنے کے بعد ایسے مستشرقین نے پھر خود ہی اپنی طرف سے اس کی وضاحت یوں کی ہے۔ کہ نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک کبوتر سدھایا ہوا تھا۔ آپ اپنے کان کی لَو کے پاس جَو کے دانے رکھ لیتے تھے۔ کبوتر کان کے پاس آ کر بیٹھ جاتا تھا۔ اور دانے کھانے لگتا تھا۔ اور لوگ یہ سمجھتے تھے کہ جبریلؑ کبوتر کی شکل میں آ کر آپ پر وحی نازل کر رہا ہے۔ اسی طرح بعض مستشرقین کی کتابوں میں یہ من گھڑت بات بھی درج ہے۔ کہ جس تابوت میں وصال کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا جسد اطہر رکھا گیا تھا۔ وہ روضۂ مبارک کے اندر ہوا میں معلق لٹک رہا ہے۔ یہ لکھنے کے بعد پھر خود ہی اپنی طرف سے ایسے مستشرقین نے لکھا ہے۔ کہ بات یہ ہے کہ تابوت سکے کا بنا ہوا ہے۔ اور کمرے کے مختلف گوشوں میں مقناطیس اس طریق اور انداز سے لگایا گیا ہے۔ کہ اس کی کشش کی وجہ سے وہ ہوا میں لٹکا ہوا ہے۔ یہ اور اسی قسم کے دوسرے اعتراضات قطعاً کوئی اہمیت نہیں رکھتے۔ ان کا غیر معقول اور خلاف واقعہ ہونا وہاں کے سنجیدہ طبقے پر خود ہی واضح ہو چکا ہے۔

(۲) دوسری قسم کے اعتراضات وہ ہیں جن کا مکرم شمس صاحب نے اپنی تقریر میں ذکر کیا ہے۔ وہ علمی نوعیت کے ہیں۔ ان کا جماعت کی طرف سے بارہا جواب دیا جا چکا ہے۔ ان میں سے جو اعتراضات کسی قدر وزنی خیال کئے جا ئیں۔ ان کے متعلق مواد کو جو پہلے سے موجود ہے۔ پھر پیش کیا جا سکتا ہے۔ یہ اعتراضات اور ان کے ازالہ کی فکر بھی چنداں اہمیت نہیں رکھتی۔ کیونکہ اب وہاں کے سنجیدہ طبقے خود بھی ان کو کوئی اہمیت نہیں دیتے۔

(۳) تیسری قسم کے اعتراضات وہ ہیں جو یورپ اور امریکہ کے سنجیدہ طبقوں کی طرف سے خود مسلمانوں کی تحریرات کی روشنی میں پیش کئے جاتے ہیں۔ وہ لوگ ایسے اعتراضات پیش کرتے وقت اس امر پر خاص زور دیتے ہیں۔ کہ یہ باتیں خود مسلمانوں کے نزدیک مسلم ہیں۔ ایسے اعتراضات کی بھی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ اعتراضات ہیں۔ جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات اطہر پر کئے جاتے ہیں۔ دوسرے اعتراضات وہ ہیں۔ جن کا تعلق قرآن مجید کے منجانب اللہ ہونے یا اس کی مخصوص تعلیمات سے ہے۔ ان اعتراضات کے ضمن میں محترم چودھری صاحب نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا والے واقعہ کے علاوہ ناسخ و منسوخ۔ حیاتِ مسیح۔ قتل مرتد اور جہاد کی جارحانہ نوعیت کے مسائل کا خاص طور پر ذکر کیا۔ اور بتایا۔ کہ اس قسم کے اعتراضات وہاں کے اچھے سمجھدار طبقہ کے لوگ بھی کرتے ہیں۔ اور اپنے اعتراضات کو وزنی بنانے کے لئے بالعموم کہتے ہیں۔ کہ یہ باتیں خود تمہاری کتابوں میں لکھی ہوئی ہیں۔

اہل یورپ کا استدلال

وہ ان اعتراضات کو پیش کرتے وقت ان مسائل سے نتائج اخذ کر کے انہیں اور زیادہ مضحکہ خیز بنا دیتے ہیں۔ مثال کے طور پر وہ کہتے ہیں۔ کہ مسلمان خود مانتے ہیں۔ کہ بعض آیات اب منسوخ ہو چکی ہیں۔ یا بعض آیات نے بعض دوسری آیات کو منسوخ کر دیا ہے۔ ان کا کہنا ہے۔ کہ اس طرح قرآن مجید کا منجانب اللہ ہونے کا دعویٰ ازخود باطل ہو جاتا ہے۔ قرآن اپنے بارے میں خود کہتا ہے۔ کہ اگر یہ اللہ تعالےٰ کا کلام نہ ہوتا۔ تو اس میں اختلاف کی گنجائش ہو سکتی تھی۔ چونکہ یہ اللہ تعالےٰ کا کلام ہے۔ اس لئے اختلاف اور تضاد سے پاک ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ نسخ کا مسئلہ خود اس امر پر دال ہے۔ کہ بعض آیات میں اختلاف ہے۔ جبھی تو بعض آیات پر عمل منسوخ ہؤا۔ اندریں حالات قرآن کریم کا منجانب اللہ ہونا باطل ٹھیرتا ہے۔ اسی طرح مسیح کے آسمان پر زندہ موجود ہونے کے متعلق وہ کہتے ہیں۔ کہ ہم قرآن سے ثابت کر دیتے ہیں۔ کہ مسیح خدا یا خدا کا بیٹا تھا۔ ان کا کہنا ہے۔ کہ جب کفار مکہ نے تمہارے رسول سے کہا۔ آسمان پر جا کر دکھاؤ تو تمہارے رسول نے جواب دیا۔ میں تو انسان رسول ہوں۔ میں نے کب دعویٰ کیا ہے۔ کہ میں آسمان پر جا سکتا ہوں۔ برخلاف اس کے تمہارے اپنے عقیدے کے مطابق مسیح آسمان پر زندہ موجود ہے۔ تو وہ تمہارے رسول کے مقابلے میں غیر انسان رسول ہؤا۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ خدا یا خدا کا بیٹا ہے۔ یہی حال قتل مرتد کے مسئلے کا ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ اگر کوئی شخص ایک دفعہ مسلمان ہونے کے بعد مرتد ہو جائے۔ تو تم اس کی گردن اڑا دیتے ہو۔ ایسے مذہب پر کون ایمان لا سکتا ہے۔ کہ جو اس حد تک جبر روا رکھتا ہو۔ کہ حق کی راہ میں حائل ہو کر انسان کی گردن اتار دے۔ اسی طرح جہاد کی جارحانہ نوعیت کا حال ہے۔ ان کا اعتراض یہ ہے۔ کہ جس مذہب کی تعلیم ہی یہ ہو۔ کہ مسلمانوں کو غیر مسلموں سے ہمیشہ برسرِ پیکار رہنا چاہیئے۔ اور اگر صلح ہو بھی تو محض عارضی ہو۔ ایسے مذہب میں رواداری کا سوال ہی کب پیدا ہو سکتا ہے۔ یہ اور اسی قسم کے بعض دوسرے اعتراض پیش کرتے وقت انہیں تقویت اس بات سے پہنچتی ہے۔ کہ خود بعض مسلمانوں کی کتابوں میں یہی کچھ لکھا ہؤا ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ مسلمانوں کی بھاری اکثریت ان عقائد کو مانتی ہے۔ اس لئے یہ چیزیں اسلام کا جزو ہیں۔ پس اس امر کی اشد ضرورت ہے۔ کہ ان اعتراضات کی تردید میں زیادہ تحقیق کے ساتھ قرآن مجید کی اصل تعلیمات کو پیش کیا جائے۔ اور کیا بھی جائے ان کی اپنی زبانوں میں۔ اور اس اسلوب کے مطابق کہ جس کی طرف وہ متوجہ ہو سکیں۔

ایک نہایت اہم پہلو

تقریر جاری رکھتے ہوئے محترم چودھری صاحب موصوف نے فرمایا اس موضوع سے تعلق رکھنے والی ایک اور بات جو ان اعتراضات سے بھی زیادہ اہم ہے۔ یہ ہے۔ کہ موجودہ اٹیمی دور میں یہ سوال یورپ اور امریکہ کے لوگوں کی توجہ کا خاص مرکز بنا ہؤا ہے۔ کہ کیا اسلام موجودہ زمانہ کے لئے وہ ہدایت پیش کرتا ہے۔ جس کی انہیں ضرورت ہے۔ وہ تسلیم کرتے ہیں کہ فلسفہ حیات کے لحاظ سے ایسی ہدایت باقی ادیان میں موجود نہیں ہے لیکن ساتھ ہی اسلام کے متعلق کہتے ہیں کہ وہ اب اسلام میں بھی نہیں پائی جاتی۔ اس سے ظاہر ہے کہ وہ کسی حد تک اسلام کی فوقیت کو تسلیم کرتے ہیں۔ یعنی ان کے نزدیک اسلام میں پہلے ایسی ہدایت موجود تھی لیکن اب وہ مفقود ہو چکی ہے۔

بہر حال ان کا ذاتی طور پر یہ نظریہ رکھنے کے باوجود کہ مذہب اس قسم کی ہدایت کے لئے ہوتا ہی نہیں کیونکہ ان کے نزدیک وہ صرف اخلاقی تعلیم سے عبارت ہوتا ہے۔ وہ اسلام سے توقع رکھتے ہیں کہ اسلام اگر ایسی صلاحیت سے بہرہ مند ہے تو آگے آئے اور ان کی رہنمائی کرے۔ یہ امر خاص طور پر ان کی توجہ کو اسلام کی طرف پھیرنے کا موجب بنا ہؤا ہے۔

حالات کا تقاضا

یورپ کے سنجیدہ طبقہ کی طرف سے بالعموم اسلام پر علمی رنگ میں جو اعتراضات کئے جا رہے ہیں اور ان اعتراضات کے باوجود فلسفہ حیات کے لحاظ سے وہ اسلام سے رہنمائی کی جو توقع رکھتے ہیں اس پر تفصیل سے روشنی ڈالنے کے بعد محترم چودھری صاحب نے اس امر کو بھی واضح کیا کہ ان حالات میں ہم پر کیا فرائض عاید ہوتے ہیں۔ آپ نے فرمایا علمی میدان میں اس وقت ہمیں دو اہم کام سرانجام دینے ہیں۔

اوّل مغربی زبانوں میں مذکورہ بالا اعتراضات کی تردید پیش کرنا۔

دوم مغرب کے سامنے اسلام کی حقیقی تعلیم مہیا سے وہ فلسفہ حیات پیش کرنا جس کی مدد سے موجودہ زمانہ کے یورپی باشندے اپنی مشکلات کو حل کر سکیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کا علمی مقصد یہی تھا کہ موجودہ زمانہ کی ضرورت کے مطابق اسلام کی صداقت کا ثبوت مہیا کیا جائے۔ اللہ تعالےٰ نے آپ کو مبعوث فرما کر اصل ضرورت کے پیدا ہونے سے قبل ہی اس کو پورا کرنے کا سامان کر دیا۔ پس وہ ہدایت جس کی آج دنیا ضرورت محسوس کر رہی ہے صحیح شکل میں ہمارے پاس موجود ہے۔ اب ہمارا کام یہ ہے کہ ہم اس ہدایت کو پیش کریں۔ پھر کاغذ طباعت اور جلد وغیرہ اس حد تک معیاری ہونی چاہیئے کہ جس کی طرف وہ متوجہ ہو سکیں۔ وہ اس ہدایت کی طرف اس وقت تک متوجہ نہیں ہوں گے جب تک کہ وہ ان کی اپنی زبان محاورے اور اسلوب میں اور ان کے اپنے معیار کے مطابق زیور طباعت سے آراستہ ہو کر ان کے سامنے نہ آئے۔ اس میں شک نہیں۔ ریسرچ کرنے والے علمی مواد سے خواہ وہ کسی شکل و صورت میں ہی کیوں نہ میسر آئے استفادہ کر لیتے ہیں۔ لیکن ہمارا مقصد اس ہدایت کو معدودے چند اشخاص تک پہنچانا نہیں ہے بلکہ مقصد یہ ہے کہ عام لوگ اس کی طرف متوجہ ہو کر اس کی ہمہ گیر افادیت کو محسوس کریں سو جب تک ہم ان کی اپنی زبان محاورے اسلوب اور معیار کو مدِ نظر نہیں رکھیں گے ہم اسلام کی طرف ان کے میلان سے فائدہ نہیں اٹھا سکیں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہمیں اس مخصوص مواد کو ہی نہیں بلکہ اپنے تمام لٹریچر کو ہی اس سرزمین میں اسی پیمانے پر پیش کرنا ہوگا۔

عملی پہلو اور اس کی اہمیت

تقریر جاری رکھتے ہوئے چودھری صاحب موصوف نے فرمایا۔ اب میں اس موضوع کے عملی پہلو کو لیتا ہوں۔ مکرم شمس صاحب نے بھی اپنی تقریر کے آخر میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔ دراصل مغرب میں ایک طبقہ ایسا بھی ہے جو یا تو اسلام کی خوبیوں کا قائل ہے یا انفرادی رنگ میں ذہنی اور قلبی طور پر ان کو آسانی سے قائل کیا جا سکتا ہے۔ لیکن وہ ہمیشہ یہی مطالبہ کرتے ہیں کہ اسلام کی اس تعلیم کو جو اپنے اندر بہت سی خوبیاں رکھتی ہے۔ ہمارے سامنے عملی نمونہ ہونا چاہیئے تاکہ اس کے عملی پہلو اجاگر ہو کر ہمیں یہ اطمینان دلا سکیں کہ یہ تعلیم فی الواقعہ قابل عمل بھی ہے اور اس کی وجہ سے موجودہ زمانہ کے لوگوں میں ایک انقلاب برپا ہو سکتا ہے۔ موجودہ دور کے مخصوص حالات کے پیش نظر وہ عملی نمونہ کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ ان کے اس مطالبہ کو پورا کرنا ہماری جماعت کا کام ہے۔ یہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کا مقصد تھا کہ جہاں ایک طرف اسلام کی اصل اور حقیقی تعلیمات کو دنیا کے سامنے پیش کیا جائے وہاں ایک ایسی جماعت تیار کی جائے جو ان تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر دوسرے لوگوں کے لئے نمونہ بنے اور انہیں محض زبان سے ہی نہیں بلکہ اپنے عمل سے حق کی طرف دعوت دے۔

نمائش گاہِ عالم

محترم چودھری صاحب نے فرمایا قادیان میں جماعت پر جو زمانہ گذرا تھا وہ ابتدائی تربیت کا زمانہ تھا۔ اور اب باقاعدہ ایک جماعتی رنگ پیدا ہو چکا ہے۔ اس ابتدائی تربیت کے نتیجہ میں دوسری اور تیسری نسل آگے آ رہی ہے قادیان میں تربیت کا زمانہ ایک

laboratory stage

کا درجہ رکھتا تھا کہ جب ہم ایک خاص تربیتی ماحول میں محصور رہتے ہوئے اپنے آپ کو نئے تقاضوں سے ہم آہنگ بنانے کی کوشش کر رہے تھے۔ لیکن اب صورت حال بدل چکی ہے اب ہم لیبارٹری سٹیج کے تربیتی ماحول سے گزر کر نمائش گاہ عالم میں داخل ہو چکے ہیں۔ بیرونی دنیا کی توجہ ہماری طرف ہے اور وہ اس انتظار میں ہے کہ ہم جس تعلیم کو پیش کر رہے ہیں اپنے عمل سے اس کا کیا نمونہ پیش کرتے ہیں۔ ہم لوگ جنہوں نے خدائی مشیت کے تحت ایک عرصہ تک تربیت حاصل کی ہے۔ نمائش گاہ میں قدم رکھنے کے بعد یہ نہیں کہہ سکتے۔ کہ ہم وہ نمونہ پیش کرنے سے قاصر ہیں۔

اس میں شک نہیں۔ بعض امور ایسے ہیں۔ کہ جنہیں وسائل موجود نہ ہونے کے باعث ہم عملی نمونہ پیش نہیں کر سکتے۔ مثال کے طور پر صنعتوں اور کارخانوں سے متعلق کہا جا سکتا ہے۔ کہ ہم میں بڑے بڑے صنعت کار اور کارخانہ دار نہیں ہیں۔ کہ جو اپنے عملی نمونہ سے پیدا وار دولت اور آجر و مزدور کے معاملات میں دنیا کے سامنے عملی نمونہ پیش کر سکیں۔ لیکن زندگی کے اور بہت سے پہلو ایسے ہیں۔ جن میں کسی قسم کے وسائل کا سہارا لینے کی ضرورت نہیں۔ ان میں سے ہر امر میں ہم میں سے ہر ایک ذرا سی کوشش سے اسلامی معاشرت کا بہترین نمونہ پیش کر سکتا ہے۔ مثلاً ایک عام شہری کی حیثیت سے مسلمان کا کیا طرز عمل ہونا چاہیئے۔ شہری قوانین کی پابندی۔ صفائی۔ پاکیزگی۔ وقت کی قدر۔ احساس فرض۔ میل ملاقات اجنبی اشخاص سے پیش آنے کا طریق۔ باہمی تعاون اور مدد کا جذبہ۔ بیشمار ایسی چیزیں ہیں۔ جن میں ہم اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر باقی دنیا کے لئے مشعل راہ کا کام دے سکتے ہیں۔ میں مانتا ہوں۔ کہ قادیان کے تربیتی ماحول کے تحت ہمارا عمل بہت حد تک اسلامی طرز معاشرت کے مطابق ہے۔ لیکن یہ مطابقت اس حد تک واضح اور نمایاں ہونی چاہیئے۔ کہ جو دوسروں کو نہ صرف نظر آئے بلکہ ان پر اثر پذیر ہو۔ اور ان کے دل گواہی دیں۔ کہ واقعی یہ ہم سے ایک برتر تہذیبی نظام پر عمل پیرا ہیں۔

پچھلے دنوں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک خطبہ جمعہ میں آپ لوگوں کو صفائی پاکیزگی اور حسن معاشرت کی طرف توجہ دلائی تھی۔ اس تلقین کا مقصد صرف یہی نہیں تھا۔ کہ ربوہ کی گلیاں بازار اور گھر صاف ستھرے ہوں۔ اور اس کا آپ لوگوں کی صحتوں پر اچھا اثر پڑے بلکہ جیسا کہ حضور نے بھی ارشاد فرمایا تھا اس کا ایک مقصد یہ تھا کہ تم لوگ شہری زندگی کا ایک اچھا نمونہ پیش کر کے دوسروں کے لئے ہدایت کا موجب بن سکو۔ جیسا کہ میں پہلے کہہ چکا ہوں اب تربیت گاہ والا مرحلہ گذر چکا ہے اور ہم نمائش گاہ کے مقام پر لا کر کھڑے کر دیئے گئے ہیں۔ ربوہ خواہ ملک کے اندر زیادہ مشہور نہ ہو لیکن بیرونی دنیا میں اس کا کچھ کم چرچا نہیں ہے۔ سفر کی سہولتیں اور رواج عام ہو جانے کے باعث یورپ اور امریکہ کے لوگ بڑی کثرت سے پاکستان آ رہے ہیں۔ یہاں آنے کے بعد وہ از خود ربوہ کی طرف بھی کھنچے چلے آتے ہیں وہ اسے اس نگاہ سے ہی نہیں دیکھتے کہ یہ دنیا بھر میں ہونے والی تبلیغ اسلام کا مرکز ہے۔ بلکہ وہ یہاں کے لوگوں کی عادات و اطوار نکھری ہوئی۔ رہنے سہنے کے طریق۔ میل ملاقات صفائی و ستھرائی ہر چیز کا گہری نظر سے مطالعہ کرتے ہیں۔ ان کا مطمح نظر محض ایک شہر کو دیکھنا نہیں ہوتا بلکہ وہ اسلامی معاشرت کے عملی نمونہ کی تلاش میں یہاں آتے ہیں۔ میں یورپ اور امریکہ میں بہت سے ایسے لوگوں سے ملا ہوں جو مختلف اوقات میں پاکستان آتے رہے ہیں۔ ان میں سے کئی لوگوں نے مجھے بتایا کہ وہ ربوہ بھی گئے تھے اور یہ کہ انہوں نے وہاں کیا کیا دیکھا اور کس حد تک اسلامی معاشرت کا عملی نمونہ ان کے سامنے آیا۔ وہ لوگ اسلام کی خوبیوں کے بہت حد تک قائل ہو چکے ہیں۔ لیکن حسن معاشرت کے لحاظ سے دنیا بھر میں بالعموم مسلمانوں کی جو حالت ہے وہ اس سے مطمئن نہیں ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ اسلام کی تعلیم تو اچھی ہے لیکن ہم مسلمانوں کی طرح بننا نہیں چاہتے ہاں اسلامی معاشرے کا ایک صحیح ماڈل اگر ان کے سامنے آ جائے تو ان کے لئے قبول حق کا راستہ آسان ہو سکتا ہے۔

پس حسن معاشرت کے لحاظ سے جو باہمی تعاون اور انفرادی کوشش سے حاصل ہو سکتی ہیں۔ انہیں محض اس نظریہ کے ماتحت ہی حاصل نہ کرو کہ اس سے تمہیں فائدہ پہنچے گا بلکہ اس نیت اور ارادے کے ساتھ ان چیزوں پر عمل پیرا ہو کہ تمہارا یہ عمل بہت سے متلاشیان حق کے لئے ہدایت کا موجب ہوگا۔ آپ لوگ اس نظریہ کے تحت حسن معاشرت کا ایک عملی نمونہ دنیا کے سامنے پیش کریں اور یاد رکھیں کہ اگر آپ ربوہ کی ایک گلی صاف کریں گے تو اس کے نتیجہ میں امریکہ میں خدا سینکڑوں دل صاف کر دے گا۔ اگر آپ کے اخلاق یہاں درست ہوں گے تو اس کے اثر سے مغرب میں بہت سے لوگوں کو قبول حق کی سعادت میسر ہوگی۔ گھروں۔ گلی کی۔ بچوں کی اور اپنے ماحول کی صفائی ستھرائی اب انفرادی حیثیت نہیں رکھتی۔ بلکہ تبلیغ اسلام کے کارگر ہونے کے لحاظ سے یہ چیزیں بہت دور رس نتائج کی حامل ہیں۔ انہی باتوں کے ذریعہ ہم نے اہل مغرب کے سامنے یہ نمونہ پیش کرنا ہے کہ اگر تم اسلام قبول کرو گے تو تم یہ کچھ بن سکتے ہو۔ پس آج ضرورت اس بات کی ہے کہ آپ کی ہر حرکت و سکون معائنہ اور امتحان کے تحت ہو ۲۴ گھنٹوں میں سے کوئی وقت ایسا نہ گذرے کہ جب آپ اسلام کا عملی نمونہ پیش نہ کر رہے ہوں۔ اگر آپ اپنے اندر یہ کیفیت پیدا کر لیں گے تو پھر دنیا میں تبلیغ کے ذریعہ اسلام کو پھیلانے کی زیادہ ضرورت نہیں رہے گی۔ تمہارے عملی نمونہ سے متاثر ہو کر دنیا خود تمہاری طرف کھنچی چلی آئے گی۔ کیونکہ وہ خود ایک ایسی ہدایت کی تلاش میں سرگرداں ہیں کہ جس کی مدد سے اور وہ موجودہ اٹیمی دور میں محفوظ رہ کر روحانی اور جسمانی ترقیات سے بہرہ ور ہو سکیں۔ (م)

(۴) محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خاں خانصاحب کی تقریر کے بعد قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری پرنسپل جامعہ احمدیہ نے شان خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر ایک نہایت مدلل اور پر مغز تقریر ارشاد فرمائی۔ اور آپ کی تقریر پر ۲۷ دسمبر کا پہلا اجلاس اختتام پذیر

ہوا۔ اس تقریر کا خلاصہ آئندہ اشاعت میں ملاحظہ فرمائیں۔

سکندر مرزا جمہوریہ پاکستان کے پہلے نامزد صدر ہوں گے

عام انتخاب تک موجودہ دستور ساز اسمبلی قومی اسمبلی کی حیثیت سے کام کرے گی

لاہور ۳ جنوری۔ ایک مقامی اخبار کی اطلاع کے مطابق گورنر جنرل میجر جنرل اسکندر مرزا پاکستان کی نئی جمہوریہ کے پہلے صدر نامزد کئے جائیں گے۔ ادھر سیاسی مبصر بعض آئینی مسائل کے بارہ میں وسیع پیچیدگیوں کے باوجود یہ رائے ظاہر کر رہے ہیں کہ ۹ جنوری کو مجلس دستور ساز کا اجلاس شروع ہونے پر آئین کا مسودہ پیش کیا جائے گا۔

اس وقت مجلس دستور ساز میں مسلم لیگ اور متحدہ محاذ کی مخلوط پارٹی میں طریق انتخاب صدر مملکت اور اسلامی دفعات کے سوا دیگر تمام امور پر اتفاق رائے ہو چکا ہے۔ مخلوط پارٹی نے ابھی تک اس سلسلہ میں کوئی قطعی فیصلہ نہیں کیا اور بعض اطلاعات کے مطابق طریق انتخاب کا مسئلہ وزیر داخلہ مسٹر اے کے فضل الحق کی ڈھاکہ سے واپسی تک اٹھا رکھا گیا ہے۔ لیکن کراچی کے سیاسی حلقوں کا کہنا ہے کہ اس مسئلہ پر مخلوط پارٹی کے اراکین میں اتفاق رائے ہو چکا ہے۔

معلوم ہوا ہے کہ طریق انتخاب اور دوسرے اختلافی امور ایک کھلے مسئلہ کے طور پر دستور ساز مجلس میں پیش کئے جائیں گے اور ان کا تصفیہ اراکین دستور ساز کی اکثریت پر چھوڑ دیا جائے گا۔

مشرقی بنگال

وزیر داخلہ اور متحدہ محاذ کے لیڈر مسٹر اے کے فضل الحق آجکل ایک اہم مشن پر مشرقی بنگال گئے ہوئے ہیں۔ ان کا مشن وزیر اعلیٰ مشرقی بنگال مسٹر ابو حسین سرکار سے طریق انتخاب کے مسئلہ پر تبادلہ خیالات بیان کیا جاتا ہے جیسا کہ ازیں پیشتر لکھا جا چکا ہے۔ مسٹر ابو حسین سرکار اس مسئلہ پر بڑے خوفزدہ ہیں۔ وہ مسٹر فضل الحق اور مرکزی کابینہ کے بعض دوسرے ارکان سے ان خیالات کا اظہار کر چکے ہیں کہ اگر ہندو اس مسئلہ پر ان کی وزارت سے علیحدہ ہو گئے تو ان کی وزارت ختم ہو کر رہ جائے گی۔ بدیں وجہ مسٹر سرکار دیستانہ تصفیہ اور مصالحتی فارمولا چاہتے ہیں جو ہندوؤں کو ان کا طرفدار رہنے دے۔ ادھر دوسرے ہندوؤں پر بعض ایسے مسلمان ممبر بھی دباؤ ڈال رہے ہیں جو جداگانہ انتخاب کے حامی ہیں۔

یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ مشرقی بنگال اسمبلی کے ۵۰ سے زائد اراکین نے مسٹر فضل الحق اور مسٹر ابو حسین سرکار سے کہا ہے کہ اگر متحدہ محاذ پارٹی نے جداگانہ انتخاب کی حمایت نہ کی تو وہ پارٹی سے الگ ہو جائیں گے۔

باغیوں نے دو ۲ فرانسیسی چوکیوں پر قبضہ کر لیا

فیض ۳ جنوری ہسپانوی مراکش کے علاقہ رف کی پہاڑیوں میں قوم پرستوں نے دو فرانسیسی چوکیوں پر قبضہ کر لیا ہے۔ یہ چوکیاں ہسپانوی مراکش کی سرحد سے چند گز کے فاصلہ پر اہم فوجی مرکز اور فرانسیسی مراکش کے سب سے بڑے قصبہ فیض سے ۸۰ میل شمال میں واقع ہیں فرانسیسی فوجی افسر نے بتایا کہ رف کی پہاڑیوں میں حالات بہت خراب ہو گئے ہیں۔

گیارہ ملکوں نے سوڈان کو تسلیم کر لیا

خرطوم ۳ جنوری۔ وزیر اعظم سوڈان سید اسمٰعیل الازہری کو آج بعض اور ممالک کے پیغام پہنچے ہیں۔ جن میں سوڈان کی آزادی کو تسلیم کیا گیا ہے۔ یہ ممالک اردن ہندوستان اور فرانس ہیں۔ اب تک سوڈان کی آزادی کو گیارہ ملک تسلیم کر چکے ہیں۔

اطالوی وزیر خارجہ کا دورہ ہند

نئی دہلی ۳ جنوری اٹلی کے وزیر خارجہ سینور گیتا نے مارٹینو ۳ جنوری کو بمبئی سے بذریعہ ریل دہلی آ رہے ہیں۔ اطالوی وزیر خارجہ دہلی میں چار روز قیام کریں گے۔ اور اس دوران میں صدر جمہوریہ ہند اور وزیر اعظم مسٹر نہرو سے ملاقات کریں گے

ملکی مفادات کے پیش نظر مخلوط طریق انتخاب قبول کر لینا چاہیئے

عوامی لیگ کے کارکنوں سے مسٹر حسین شہید سہروردی کا خطاب

کراچی ۳ جنوری۔ عوامی لیگ کے کارکنوں کے ایک اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے اس جماعت کے رہنما مسٹر حسین شہید سہروردی نے مخلوط انتخابات کے مطالبہ کا پس منظر پیش کیا۔ انہوں نے مغربی پاکستان کے لوگوں سے اس مطالبہ پر ٹھنڈے دل سے غور کرنے اور اسے ملک کے مفادات کے لئے قبول کرنے پر زور دیا۔ انہوں نے حاضرین سے کہا۔ کہ وہ پاکستان کی سالمیت اور تحفظ کو سب سے زیادہ اہمیت دیں۔ اس مقصد کو اولیٰ رکھیں۔ اور جو چیز پاکستان کے مفادات کے خلاف ہو۔ اسے ٹھکرا دیں۔ مسٹر سہروردی نے اس بات سے اظہار اختلاف کیا۔ کہ مخلوط انتخابات اسلامی اصولوں کے منافی ہیں۔ آپ نے کہا۔ کہ تمام اسلامی ممالک انڈونیشیا۔ مصر۔ لبنان۔ ایران اور شام میں مخلوط انتخابات کا طریق رائج ہے۔ انہوں نے مزید کہا۔ کہ پاکستان کی موجودہ دستور ساز اسمبلی کے لئے مشرقی اور مغربی پاکستان کے جو انتخابات ہوئے تھے۔ ان میں بھی مخلوط طریق کار استعمال کیا گیا تھا۔

کراچی میونسپل کارپوریشن میں بھی یہی طریقہ رائج ہے۔ مسٹر سہروردی نے اپنی تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا۔ کہ عوام کی حالت سدھارنے پر خاص توجہ دی جانی چاہیئے۔ انہوں نے اپنے آپ کو کمیونزم کا مخالف قرار دیتے ہوئے کہا۔ کہ کمیونزم سے طبقاتی منافرت پھیلتی ہے۔ تاہم انہوں نے ملک کی انتظامیہ اور ذرائع پیداوار میں مفلس لوگوں کے لئے مساوی حصہ کا مطالبہ کیا۔ انہوں نے جماعتی تنظیم کی اہمیت بتاتے ہوئے کہا۔ کہ اس کی رکنیت ماہ رواں کے آواخر تک مکمل ہو جانی چاہیئے۔ اور اس کے بعد اگلے ماہ کے اختتام تک صوبائی انتخابات عمل میں آ جانے چاہئیں۔ سہروردی کے علاوہ عوامی لیگ کے بعض دوسرے ممتاز رہنماؤں نے بھی اجلاس سے خطاب کیا۔

سر ہمفری کی کرنل ناصر سے ملاقات

قاہرہ ۴ جنوری۔ برطانوی سفیر مقیم قاہرہ سر ہمفری ٹریولین نے وزیر اعظم مصر کرنل جمال عبد الناصر سے اتوار کو یہاں ملاقات کی۔ جو اڑھائی گھنٹے تک جاری رہی۔ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ دونوں نے مصر کے اسوان بند کے منصوبہ پر بات چیت کی۔ برطانوی سفیر اس ملاقات کے بعد برطانیہ روانہ ہو گئے۔ جہاں آپ مشرق وسطیٰ میں برطانوی سفیروں کی کانفرنس میں شرکت کریں گے

۳۰ کمیونسٹ ہلاک اور ۵۴۱ گرفتار

تائپے ۳ جنوری۔ قوم پرست چین کی وزارت دفاع نے دعویٰ کیا ہے کہ گزشتہ سال قوم پرستوں کے چھاپہ ماروں نے چینی کمیونسٹ مورچوں پر جو حملے کئے تھے ان کی تعداد ۱۲۱ ہے اور ان میں مجموعی طور پر ۵۴۱ اشخاص کو پکڑ کر قیدی بنا لیا گیا۔ کمیونسٹ چین کے ساحلی علاقہ میں کمیونسٹوں کے ۱۴ مضبوط مورچوں کو تباہ کر دیا گیا اور ان حملوں کے دوران ۳۰ کمیونسٹ مارے گئے۔ اسلحہ کی بھاری مقدار پر بھی قبضہ کر لیا۔